ادبیات

غزل

از

(جناب آلم مظفرنگری)

چمن ہو کہ صحنِ بیابانِ جنوں کے ہر اک سمت پھیلے ہوئے سلسلے ہیں
ادھر خار دامن سے الجھے ہوئے ہیں اُدھر گل سے بلبل کو شکوے گلے ہیں

زمانے کی تاریخ شاہد ہے اس کی نفاق و عداوت سے نفرت ہے ہم کو
صداقت پرستی ہے ملنا ہمارا ملے جب کسی سے تو دل سے ملے ہیں

وہ ہو جورِ صیاد یا ظلمِ گلچیں نہیں ذمہ دار انقلابِ چمن کے
جگائے ہیں فتنوں پہ فتنے انھوں نے سرِ صحنِ گلشن جو غنچے کھلے ہیں

کچھ ایسی بھی آزادیاں ہیں کہ جن کی فضاؤں میں پھیلا ہے دامِ اسیری
بڑے پُر خطر ہیں وہ گوشے چمن کے جو بالکل قفس کی حدوں سے ملے ہیں

کہیں آندھیوں کے غضبناک جھونکے کہیں بجلیوں کے نشیمن پہ حملے
بحیرت میں چاروں طرف دیکھتا ہوں بہاروں کے آتے ہی کیا گل کھلے ہیں

کمالاتِ عجز و مروت کا عالم بہ مے خانۂ عشق دیکھا ہے ہم نے
چلا دورِ جب بادۂ مشکبو کا تو شیشے پیالوں سے جھک کر ملے ہیں

تعین کی نیرنگیاں کہہ رہے ہیں جنہیں رازدارانِ بزمِ تماشا
انھیں جلوہ گاہوں کے پردوں میں آکر وہ ہم سے ملے اور اکثر ملے ہیں

تجھے ناز ہے اپنی چارہ گری پر تو پھر یہ لہو آ گیا ہے کہاں سے
ذرا چارہ گر دیکھ لے غور سے پھر سلے ہیں مرے زخم یا بن سلے ہیں